ایک طالب علم کے نزدیک مخلوط شادیوں کا سبب سماجی پیشہ ورانہ مرتبہ ہے۔ (ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ کیتھولک خاتون کسی غریب مزدور سے شادی کرنے کے بجائے اپنی مذہبی برادری سے باہر ہم مرتبہ شخص سے شادی کر لیتی ہے۔) اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ مختلف پیشوں کے درمیان سماجی مرتبے کے بجائے ''عظمت محنت'' کا تصور عام کیا جانا چاہیے۔

ایک دوسرے طالب علم نے اس نقطۂ نظر سے اتفاق کیا کہ بنگلہ دیش میں سماجی اور اقتصادی مرتبہ شادی کا فیصلہ کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے، اس لیے مختلف سماجی و اقتصادی مرتبے کے لوگوں کے درمیان روابط بڑھائے جائیں تاکہ مختلف مذاہب کے درمیان مخلوط شادیاں کم ہو جائیں۔

پاکستان: مریاخیل - ایک مسیحی بستی

[وطنِ عزیز میں مسیحی مبشرین نے پنجاب میں جو چند مسیحی دیہات آباد کیے ہیں، ان میں سے ایک ضلع میانوالی کا گاؤں ''مریاخیل'' بھی ہے۔ آج اس گاؤں کی صورتِ حال کیا ہے؟ جناب خالد میر نے پندرہ روزہ ''کاتھولک نقیب'' (لاہور) میں اس کا جائزہ لیا ہے۔ ذیل میں مؤقر معاصر کے شکریے کے ساتھ اس کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ مدیر]

''ضلع میانوالی (راولپنڈی ڈایوسس) میں حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق چک نمبر ۱۷ ایم - ایل، اور مقدسہ مریم سے مسیحیوں کی عقیدت و محبت کے حوالے سے مریاخیل کا نام پانے والا گاؤں ۱۹۵۰ء میں کیتھولک مشنریوں کی کوششوں سے آباد ہوا۔--- سیالکوٹ، سرگودھا اور ملتان کے اضلاع سے بے سروسامانی کے عالم میں اکا دکا یا چھوٹے چھوٹے قافلوں کی صورت میں اس

اجنبی سرزمین میں پہنچنے والے زیادہ تر لوگ زمینداروں کے ملازم (آتھڑی یا ہاری)، بھٹہ مزدور اور کمّی تھے جنہوں نے اچھے دنوں کی آس اور بہتر مستقبل کی خاطر اپنی جنم بھومی کو خیر باد کہا تھا۔ ورنہ اس زمانے میں جب ذرائع آمد و رفت اتنے بہتر نہیں تھے، محض پیدل یا ٹرینوں پر سفر کر کے یہاں تک پہنچنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

میرے آباء و اجداد بتاتے ہیں کہ تھل کی تپتی ریتوں میں جہاں ہر وقت تیز لو اور ریت کی آندھیاں چلتی رہتی تھیں، اُنہوں نے کئی کئی دن محض بھنے ہوئے چنے کھا کر گزارہ کیا۔ دور دور تک درختوں کا نام و نشاں تک نہیں تھا۔ اردگرد پٹھان، ملک، راشے اور دوسری قومیں آباد تھیں جن کے لیے مسیحیت، مسیحی رسم و رواج اور اقدار تقریباً اجنبی تھیں۔ کاتھولک مشن نے اپنی بساط کے مطابق ان نو آبادکاروں کی مدد کی، مگر ان محنتی اور جفاکش لوگوں کی عظمت کو سلام ہے جنہوں نے چند ہی سالوں میں اپنے باہمی اتفاق و تعاون، شب و روز محنت اور زورِ بازو سے تھل کے اس ریگستان کو سر سبز و شاداب بنا ڈالا اور آس پاس بسنے والے مسلم بھائیوں سے بھی اچھے اور خوشگوار تعلقات و روابط قائم کیے۔ --- مریا خیل میں مشرقی طرزِ تعمیر کا ایک شاہکار ایک وسیع و عریض گرجا گھر کی تعمیر کا کام [بھی] مکمل ہوا۔

--- کہتے ہیں کہ خوشحالی اور فراغت جہاں بہت سے مسائل و مشکلات کا حل ہے، وہاں اس کی وجہ سے معاشرتی زندگی میں بے شمار برائیاں بھی در آتی ہیں۔ مریا خیل کے وہ باشندے جو نامساعد حالات میں دوسروں کی زمینوں اور بھٹوں وغیرہ پر کام کرتے رہے تھے اور جنہوں نے در در کی ٹھوکریں کھائیں تھیں، وہ تو اس سرزمین اور اس کے طفیل ملنے والی ساری برکتوں کو اپنے سینے سے لگائے خداوند کا شکر ادا کرتے رہے۔ انہوں نے کبھی بھی کام اور محنت سے منہ نہ موڑا، بلکہ اپنی جائے غلامی اور اس کی تلخیوں کو یاد رکھا، جب وہ اجنبی ملک میں پردیسی تھے، لیکن اُن کی اولاد میں جنہوں نے آنکھ کھولتے ہی اپنے اردگرد خوش حالی، عزت اور آرام و سکون دیکھا تھا، وفادار نہ

رہے، کیوں کہ اب وہ زمینوں کے مالک ہونے کے ناتے صاحبِ جائداد اور چوہدری کہلاتے تھے۔ اُنہیں بھلا دودھ اور شہد سے لبریز اس دھرتی کی کیسے قدر ہوسکتی تھی۔

--- آج مریاخیل کے باسیوں، خصوصاً نئی نسل کی لاپروائیوں اور کوتاہیوں، باہمی نااتفاقی، روز بروز کے لڑائی جھگڑوں اور محنت سے جی چرانے کی وجہ سے کچھ زمینیں اونے پونے داموں بک چکی ہیں اور کچھ بھاری قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہیں۔ نوجوانوں کی معقول تعلیم و تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بے روزگاری عام ہے، اور نوجوان نسل آوارہ گردی، نشہ اور چوری و ڈکیتی جیسی برائیوں کا شکار ہے جس کے نتیجے میں پولیس کا گاؤں میں آنا ایک معمول بن گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مریاخیل کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ پولیس والوں کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ اتنا پرانا گاؤں ہونے کے باوجود گریجویٹس تو صرف چند ایک ہی ہیں، مگر ایف-اے افراد کی تعداد بھی انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ صرف پچھلے دو سال کے عرصے میں گاؤں کے چار افراد قتل ہو چکے ہیں، اور مریاخیل سے عقیدت و محبت رکھنے والا ہر فرد اس کے مستقبل کے بارے میں پریشان اور فکرمند ہے۔"

غریب ممالک کے قرضے اور "گروپ-۸" کا اقدام ___ ردِعمل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو دو ہزار سال پورے ہونے پر مسیحی دُنیا اور بالخصوص کیتھولک برادری جشن منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ کیتھولک چرچ اس موقع پر جن "تاریخی" اقدامات کی توقع رکھتا ہے، ان میں سے ایک دُنیا کی امیر ترین قوموں کی جانب سے تیسری دُنیا کے ممالک کے قرضوں کی معافی بھی ہے۔ اس مقصد کے لیے گزشتہ دو تین برس سے مہم چلائی جا رہی ہے۔ آٹھ صنعتی ملکوں کی تنظیم (گروپ-۸) پر مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ اقدامات